خواتین کی معاشی کفالت "سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں"

The Role of Economic Ideology in the Stability of the State of Madina

Dr.Aisha Rizvi
Visiting Faculty,Dept. Of Islamic Learning,University of Karachi:
draishaishrat03@gmail.com

Abstract:

In pre-Islamic Arabia, women had a very weak position socially and economically. She considered as a symbol of shame for the family and people were used to bury their alive daughters as a custom. A man could have as many wives at a time as he wants. Islam provided women respectable status by giving specific rights and directions for believers to treat them in best way. The objective of this study is to highlight the teachings of Qur'an and Sunnah for the economic stability of women. This is a qualitative research. Data is gathered from primary sources; Qur'an and Hadith and secondary sources include books, articles and online sources. Islam provided honor and dignity to women in case of mother, daughter, wife and sister. Woman was given rights which were not given in the age of ignorance such as; right in inheritance, right of *Khula*, *Haq Meher*, provision of food and cloth and freedom of opinion. The need of time is to propagate the teachings of Islam regarding women rights in masses.

Keywords: Women Rights, Economic Rights, Social Rights, Pre Islamic Arabia, Age of ignorance, Islam, Qur'an, Hadith

اسلام دین فطرت ہے امن و سلامتی کا مذہب ہے۔ اور اسلام کے ماننے والوں کی مقدس کتاب قرآن پاک ہے۔ آج سے 1400 سال قبل ہمارے آقا و مولا نبی کریم ﷺ نے بتا دیا تھا اور قرآن مجید برابر چیلنج کر رہا ہے کہ کوئی ہے تو ذرا مقابلہ کر کے دیکھ لے این تذھبو مجھے چھوڑ کر کدھر جا رہے ہو؟۔[1]

[1] آل عمران:۱۱۰

āl ʿImrān 110،

ترجمہ: یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے دنیاوالوں کے لئے ہر اس شخص کے لئے جو تم میں سے راست رو (یعنی ہدایت لینا چاہے) انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت بخشی اور اسے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اسے نظام زندگی سکھائے چونکہ Topic معاشی استحکام ہے لہذا اس کا اجمالی جائزہ پیش ہے۔

اسلام کا صالح معاشی نظام

اسلام اپنا ایک مضبوط اور پائیدار نظام معاشرت رکھتا ہے جس کے اصول وضوابط مستقل و محکوم ہیں۔[2]

معاشی ضروریات کے پورا ہونے کی سہولت میسر نہ آنے کی صورت میں معاشرہ انتشار کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کی بڑی وجہ تقسیم دولت میں عدم توازن ہے آپ ﷺ نے تقسیم زر میں توازن قائم فرمایا۔ مساوات و برابری کا اصول مہیا کیا۔ استحصال کی جگہ "وقف" و احسان کا درس دیا اور معیشت کے مندجہ ذیل اصول مرتب فرمائے۔

۱۔ کسب حلال کی ترغیب ۲۔ حرام سے بچنے کی تلقین
۳۔ مال جمع کرنے کی ممانعت ۴۔ انفاق فی سبیل اللہ
۵۔ صرف مال کا طریقہ ۶۔ زکوۃ وصدقات عشر
۷۔ گردش مال کو یقینی بنانا ۸۔ سائل و محروم کا مالی حق

آپ ﷺ نے مالیاتی نظام و حقوق کی ادائیگی کی ایسی فطری و حقیقی مثال قائم کی جو آج بھی ہماری غربت، افلاس کا مداوا کر سکتی ہے اور افراتفری و بے چینی کا علاج بن سکتی ہے بشرطیکہ ہم اس نظام کو اپنالیں۔ یہ بات بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ قرآن کریم نے اپنی اساس روش کے مطابق عبادات، معاشرتی معاملات، سیاسیات اور دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح معاشیات میں بھی صرف اساسی اصول (Basic Principles) کا ہی ذکر کیا ہے اور ان کی تفصیلات و تشریحات کو ارشادات نبوی ﷺ (احادیث) اور ان سے مستنبط احکام (Inferred rules) (فقہ) کے حوالہ کر دیا ہے۔[3]

---

[2] احزاب:٦

āl Aḥzāb 6 ،

[3] مجاہد ملت، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، شیخ الہند اکیڈمی، کراچی، اپریل ۲۰۱۹، ص ٦٤۔

Mğāhd mlt ،ḥḍrt mwlānā ḥfẓ ālrḥm shwhārwy ،āslām kā āqtṣādy nẓām ،šyḫ ālhnd ākēḍmy krāyē ،āčryl 2019 ،ṣ64-

قرآن کی معاشی تعلیمات

ارشاد باری تعالیٰ ہے: هو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا۔[4]

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا" جو زمین میں ہے"۔

راہنمائے کاروان انسانیت رحمۃ للعالمین، عظیم المثال، سوشل ریفارمر، عظیم ترین معمار انسانیت، آفتاب درخشاں، فخر عالم، عظیم ترین مدبر اور رہبر کامل آپ ﷺ کی سیرت کا ہر پہلو ہمارے لئے آئیڈیل عالمگیر اور دائمی نمونہ ہے۔

آپ ﷺ کے یہاں دنیاوی طمطراق نظر نہیں آتا دنیاوی کروفر کے بجائے آپ ﷺ پر خدمت خلق اور ان کی محبت کا جمال نظر آتا ہے۔

اسلام نے عورت کو جو حقوق عطا فرمائے ہیں دنیا کے سامنے ان کی معروضیت واضع اور اجاگر نہیں ہے جب ہم اس کے اسباب کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات بصد افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ اسلام کے پیروکار نے ان عظیم تعلیمات اور تعلیمات نبوی ﷺ اور اسوہ حسنہ سے انحراف کرکے دوسروں کو انگلی اٹھانے کا موقع فراہم کیا ہے۔ آج جس مسلمان عورت کی زندگی دوسری عورتوں کے لئے مثالی تصور کی جانی چاہیئے تھی جس پر رشک کیا جانا چاہیئے تھا اس کے برعکس رویوں کو روبہ عمل دیکھ کر عالمی فورمز میں اسلامی قوانین کو تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے عورتوں کے حقوق کا علم بلند کرنے والے اسے جدید دور اور ترقی پسند کا ثمرہ خیال کررہے ہیں حالانکہ یہ احسان اسلام کا ہے یہ سارے حقوق اسلام نے آج سے ۱۴سو برس قبل اس لئے نہیں دیئے تھے عورت ان کا مطالبہ کررہی تھی اس کا احتجاج جاری تھا بلکہ اس لئے دیئے کہ یہ عورت کے فطری حقوق تھے اور اسے ملنے چائیں تھے۔[5]

عورت قبل از اسلام

قبل از اسلام عربوں میں عورت کی حالت بھی بدتر تھی۔ لڑکی موجب نفرت سمجھی جاتی تھی بعض قبائل میں لڑکیوں کو زندی درگور کرنے کا رواج تھا۔ نکاح پر کوئی پابندی نہیں تھی اور ایسا بھی ہوتا تھا کہ بیٹا باپ کی بیوہ سے

---

[4] ایضاً: ص:۸۹

Ibid,p.89

[5] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، معاشیات اسلام، ادارہ معارف اسلامی، کراچی، فروری ۲۰۰۵، ص ۶۹

Mwlānā syd ābwāʿlā mwdwdy mʿāšyāt āslām ،ādārh mʿārf āslāmy krāčī ،frwry 2005 ،ṣ 69

شادی کرلیتا تھا۔ طلاق دینے کا بھی کوئی متعین قاعدہ نہ تھا۔ عورت کو تنگ کرنے کے مختلف سامان تھے۔ عورت کو وراثت میں کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ قرآن وسنت نے عربوں کی اس حلات کا نقشہ یوں پیش کیا ہے۔

واذا بشر احدهم بالانثى ظل وجهه مسودا وهو كظيم يتوارى من القوم من سوء مابشر به ايمسكه على هون ام يدسه في التراب۔[6]

اور ان میں کسی کی بیٹی کی خبر دی جائے تو سارا دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے (اور) جس چیز کی کو خبر دی گئی ہے اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے (اور سوچے کہ) آیا اس کو بحالت ذلت لئے رہے یا اس کو (زندہ یا مار کر) مٹی میں گاڑ دے۔ زمانہ قدیم کے مفکرین کے پیش کردہ نظریات میں عورت کی حیثیت موم کے دیا کی مانند تھی جیسے جس طرح چاہو موڑ لو۔ کسی نے عورت کو پھول سے تشبیہ دی کسی نے اسے آنکھوں کی ٹھنڈک اور نور قرار دیا کسی نے انسانیت کی قاتل کہا کسی نے شیطان کی خالہ کہا کسی نے انسانی خواہشات و جذبات کی تسکین، شب تنہائی کا سامان دل کا سرور اور بے قرار آنکھوں کی لذت جسے القاب سے نوازہ۔

معلم انسانیت حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے دنیاوالوں کی نظر میں عورت کا مقام نہایت ادنی اور گھٹیا قسم کا تھا۔[7] "مسٹر رے اسٹر ویچی "چین میں عورت کی حیثیت کے بارے میں لکھتے ہیں "چین میں چھوٹی لڑکیوں کے پیروں پر کاٹھ مارنے کا مقصد یہ تھا کہ انہیں بے بس نازک رکھا جائے۔ یہ رسم اگرچہ اعلیٰ اور مالدار طبقات میں رائج تھی"۔[8]

مذہب واخلاق کی انسائیکلوپیڈیا کے مقالہ نگار نے ایک بدھ مفکر (Chulvagga) کا قول پیش کیا ہے جسے (Older berg) نے اپنی کتاب (Buddha) میں نقل کیا ہے کہ پانی کے اندر مچھلی کی ناقابل فہم عادتوں کی طرح عورت کی فطرت ہے۔[9]

---

[6] ڈاکٹر خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل غزنی اسٹریٹ لاہور، جون ۲۰۰۵، ص ۴۶۹،
Dr.kẖāld Aʿlwy ،āslām kā mʿāšrty nẓām ،ālfyṣl ġzny āsṭryṭ lāhwr ،ğwn 2005 ،ṣ 469

[7] مشتاق احمد اشتیاق دھول، عورت کا تقدس اسلامی معاشرہ میں، چوہدری فرزند علی دھول، یکم نومبر ۱۹۸۵، ص ۶۵، ۶۶
mštāq āḥmd āštyāq dhwl ،ʿwrt kā tqds āslāmy mʿāšrh mny ،čwʷdry frznd ʿly dhwl ،ykym nwmbr 1985 ،ṣ 65-66

[8] پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی، علوم اسلامیہ سیرت نمبر طبع ۲۰۱۵ کراچی، ص ۳۳۸
Prwfysr ḍākẗr ṣlāḥ āldyn ṯāny ،ʿlwm āslāmyh syrt nmbr ṭbʿ 2015 krāčẖ ،ṣ 338

[9] ایضاً، ص: ۳۳۷
Ibid, p.337

رومی تہذیب میں بھی عورت کے ساتھ غیر اخلاقی سلوک کیا جاتا۔ ان کے کوئی مذہبی قانونی معاشرتی حقوق محفوظ نہ تھے۔ ذلت ورسوائی کے گڑھوں میں بس عوت زندگی کے دن پورے کرتی تھی رومیوں نے عورت کی عملاً زبان بندی کے لئے اس کے منہ پر تالے ڈال دیئے تھے اس تالے کو وہ موزیسیر کہتے تھے۔[10]

عورت کی معاشرتی حیثیت۔ایک تاریخی جائزہ

انسانی زندگی میں فساد اور استحکام کی بنیاد مرد اور عورت کے متوازن اور غیر متوازن تعلق پر ہے۔ عورت اور مرد انسانی زندگی کالازم وملزوم حصہ ہیں اور انسانی تخلیق میں بھی ان دونوں کا برابر کا حصہ ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے۔

یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ ۔[11]

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا۔

ہمارے ملک کے ایک اچھے مصنف کے بقول عورت نصف انسانیت ہے۔ کسی ترقی پسند معاشرے اور صالح تمدن کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورت کی حیثیت متعین کرے۔ عورت کی صحیح حیثیت متعین کرنے سے دو فائدے ہوں گے۔

(۱)اس سے مرد کی حیثیت کا بھی تعین ہو گا اور (۲)تمدن اور انسانی دائرکار بھی واضح ہو جائیں گے۔

پروفیسر جنکس (Jencks) نے اپنی کتاب "تاریخ سیاسیات" (۲) میں انسانی معاشرے کی ارتقائی تقسیم وحشی اور پدری معاشروں کی صورت میں کی ہے۔ معاشرے کی موجود ارتقاء پذید صورت (صنعتی معاشرہ) کو نسبتاً مادری کہنا پڑتا ہے۔ بہر نوع معاشرہ ترقی کے ابتدائی مدارج میں ہو یا عروج کی منازل طے کر رہا ہو۔ یہ بات مسلم ہے کہ عورت معاشرے کا ایک ایسا ناگزیر عنصر ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا بلکہ سماجی اور تمدنی اصلاح وبقاء کا انحصار تقریباً اسی نوع کی حیثیت پر ہے۔ عورت کی حیثیت اس کا کردار و عمل اور اس کی حیات بخش صلاحیتیں معاشرے کے عروج وزوال کا سامان ہیں۔

---

[10] ایم، ایس، ناز، اسلام میں عورت کی قیادت مکتبہ عالیہ، لاہور، ص ۲۵

M.S Nāz ،āslām myn ʿwrt kyqyādt mktbh ʿālyh lāhwr ،ṣ 25

[11] ڈاکٹر خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، ص ۴۶۱،

Dr.Kẖāld Aʿlwy ،āslām kā mʿāšrty nẓām ،ṣ 461 ،swrẗ ālnsāʾ1

خواتین کے حقوق کی کفالت

اب تک جو بھی تحریر کیا گیا اس میں معاشی اور عورت پر ظلم و ستم گریاں بیان کی گئیں اس کے برعکس ہم جب نظر ڈالتے ہیں اور پھر آقائے دو جہاں رحمۃ اللعالمین کی دنیا میں آمد اور آپ ﷺ دنیا سے ہر طرح کے ظلم و ستم کا خاتمہ کرنے، ایک صالح معاشرہ قائم کرنے، اور توحید کا پیغام لے کر مبعوث کئے گئے۔

آپ ﷺ کی آمد سے بہار آئی آپ ﷺ نے بیٹی ماں بہن اور بیوی کو جو عزت دی اور دلوائی اسکی مثال کسی مذہب و دین میں نہیں ملتی آپ ﷺ کا منصب یہ نہیں تھا کہ قرآن لوگوں تک پہنچادیں بلکہ آپ ﷺ کا کام ایک ہمہ گیر تحریک کی راہنمائی بھی تھی اس تحریک کی جس میں نصف حصہ خواتین کا بھی تھا۔

انسانیت کی تکمیل اور معاشرے کی تکمیل میں عورت کے اہم کردار کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں اس کے حقوق کی حفاظت اور اس کی مراعات کا تعین فرمادیا ہے اور عورتوں سے حسن سلوک اور رواداری کا حکم بھی دیا۔

اسلام نے عورتوں پر بڑا احسان کیا ان کو مندرجہ ذیل حقوق دیئے۔

(۱) حق مہر (۲) حق نان ونفقہ (۳) حق ملکیت (۴) حق اظہار رائے (۵) حق حسن سلوک

اللہ تعالیٰ نے معاشرے میں مرد کو عورت کے ذریعے اور عورت کو مرد کے ذریعے عزت عطا فرمائی۔

عورت کے نام پر ''سورۃ النساء'' یہ عورت کے لئے ایک بڑا اعزاز ہے کیونکہ قبل از اسلام عورت کی حیثیت نہ تھی یہ مرتبہ صرف اسلام نے اور خود آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ نے دیا حقوق عطا کئے جن کی فہرست طویل ہے۔ موضوع اتنا وسیع ہے کہ جتنا لکھا جائے کم ہے لیکن قواعد وضوابط کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بیٹیوں کا باپ بنایا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لڑکیوں سے نفرت نہ کرو میں خود لڑکیوں کا باپ ہوں۔ بیٹی ماں بہن بیوی عورت کے چار روپ ہیں اور ان میں ہر روپ میں عورت کے حقوق کی ادائیگی دنیا و آخرت کی بھلائی کی ضمانت ہے یعنی اسلام فقط کسی ایک سال کو خواتین کا عالمی سال قرار نہیں دیتا بلکہ دونوں جہاں کی زندگی کی بھلائی خواتین کے حقوق کی پاسداری اور ادائیگی سے وابستہ کر دی گئی ہے کیونکہ دراصل یہی اللہ کا حکم ہے۔

آنحضرت ﷺ کا قول اور عمل ہے کہ

''اے لوگوں عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو''۔

تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں خواتین کو جو حقوق حاصل ہیں اسلام خاموش نہیں ہو جاتا بلکہ ترغیب کے ذریعے ان کو ادا کرنے کا زبردست جذبہ بھی بیدار کرتا ہے۔

The Right to live	زندہ رہنے کا حق	
The right to grow	پرورش کا حق	
The right to be educated	تعلیم کا حق	
The right of effeminate	انوثت کا حق	
The right of Hajab	پردے کا حق	
The Matrimony right	نکاح کا حق	
The Right of Mehar	مہر کا حق	
Right of Maintenance	نان نفقہ کا حق	
Right of Property	میراث کا حق	
Right of Diat	عورت کا حق دیت (نصف ہونا عورت کے حق میں بہتر ہے)	
Right of Witness	قانون شہادت (عورت کا حق آدھا ہے)	
Right of Khula	حق خلع	
Right of Justice of Equality	انصاف و مساوات کا حق	
Right of Handing with care	بیوی کا حق حسن معاشرت	
Right of Working	کسب معاشی کا حق	
Right of Criticism and Accountability	تنقید و احتساب کا حق	
Right as a Mother	عورت بحیثیت ماں کا حقوق	

ان حقوق میں سے ہم نے خاص چار حقوق جو پہلے ذکر کئے ہیں ان کا ذکر کرنے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: عورت اور مرد برابر ہیں جو صاحبِ ایمان ہو مردوں میں سے یا عورتوں میں سے اگر وہ اچھے اعمال اختیار کرے گا تو وہ جنت میں جائے گا اور ذرہ برابر بھی ان کا حق نہیں مارا جائے گا۔[12]

بیٹی کی کفالت

آپ ﷺ نے بچیوں کی پرورش پر بڑا زور دیا ارشاد رسول ﷺ ہے۔

ترجمہ: جس شخص نے دو بچیوں کی کفالت کی یہاں تک کہ وہ دونوں بڑی ہو گئیں یوم حساب اس کا یہ رتبہ ہو گا۔ کہ وہ اور میں ساتھ ہوں گے۔ (آپ ﷺ نے دو انگلیوں کو جوڑ کر وضاحت فرمائی)[13]

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں رسول کریم ﷺ نے بچیوں کی خوش دلی سے کفالت کرنے والے کو روز قیامت اپنا قرب خاص عطا کرنے کی شہادت دی ہے۔

صدقہ جاریہ بیٹا اور بیٹی دونوں بنیں گے لیکن جنت کی بشارت بیٹیوں کی پرورش پر کی ہے۔

عن عائشة(قالت) فقال رسول اللهﷺ من يلي البنات شيئا فاحسن اليهن كن له سترا من النار

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندے یا بندی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے بچاو کا سامان بن جائیں گی۔[14]

یہ بیٹیاں جن کو عرب معاشرہ میں زندہ دفن کر دیا جاتا تھا اور جس گھر میں بیٹی پیدا ہوتی اس کے باپ کا منہ سیاہ کر کے پورے شہر میں گھمایا جاتا۔ یہ بیٹیاں بھی مستقبل کی مائیں ہیں اور یہ مانا ہوا کلیہ ہے کہ انسان دنیا کو وہی کچھ لوٹا دیتا ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن نے بیٹی کو قتل کرنے سے منع کیا اور اسے کسی بھی دوسرے قتل کے مترادف قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟''[15]

---

[12] النساء: ۱۲۴

ālnsāʾ 124

[13] ریاض الصالحین، باب الیتیم والبنات، حدیث نمبر ۲۶۹

Ryāḍ ālṣālḥyn ،bāb ālytym wālbnāt ،ḥdyṯ nmbr 269

[14] وزارت مذہبی امور، مقالات سیرت حکومت پاکستان اسلام آباد، ۱۹۹۷، ص ۲۵۰

Wzārt mḏhby āmwr ،mqālāt syrt ḥkwmt p ākstān āslām ābād ،1997،ṣ250

کاروکاری کے حوالے سے سرزمین پاک میں نہ معلوم کتنی عورتیں اور لڑکیاں غیرت اور جھوٹی انا کے نام پر قتل کر دی جاتی ہیں کاروکاری دراصل انسانیت کا قتل ہے۔

تربیت اولاد کے لئے حضور ﷺ کا حکم یہ تھا کہ اولاد کے پیدا ہوتے ہی تعلیم و تربیت شروع کر دو۔ جس کی مثال یوں ہے کہ ایک عورت خدمت حضور ﷺ میں آئی اور تین سالہ بچے کی تربیت شروع کرنے کا طریقہ پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین سال کے بچے کی تربیت تو تین سال پہلے کرنی چاہیئے تھی۔[16]

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے سورۃ علق میں تعلیم پر زور دیا اور خود نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں لڑکیوں کی تعلیم پر بہت زور دیا گیا جس میں جنس کے اعتبار سے خواتین و مردوں کے درمیان امتیازی سلوک ختم ہو گیا اور آنحضرت ﷺ تو اس بارے میں اتنے حساس تھے کہ ایک مرتبہ ایک شخص بیان کر رہا تھا کہ کس طرح سے اس نے اپنی بچی کو کھیل کھیل میں گڑھا کھود کر دبا دیا اور وہ مجھے پکارتی رہی کہ بابا مجھے کیوں دبا رہے ہو تمھاری داڑھی پر مٹی لگ گئی ہے مگر مجھ پر شیطان غالب آ گیا اور میں نے اسے ختم کر دیا آپ ﷺ سنتے جا رہے تھے اور روتے جاتے تھے اور بقیہ صحابہ بھی رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر زمانہ جاہلیت کے کسی جرم پر سزا دینا ہوتی تو میں تمہیں اس پر ضرور سزا دیتا"۔[17]

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات سے قبل عرب کسی حال میں تھے اور اب یہ عام ہے کہ آنحضرت ﷺ خود نماز ادا فرما رہے ہیں تو آپ ﷺ کی پشت پر "امامۃ بنت زینب" تھیں آپ ﷺ سجدے کے وقت انھیں اتارتے اور پھر جب کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے۔[18]

---

[15] التکویر:۹

Āl tkwyr 9.

[16] وزارت مذہبی امور، مقالات سیرت حکومت پاکستان اسلام آباد، ۱۹۹۷، ص ۱۱۰

Wzārt mḏhby āmwr ،mqālāt syrt ḥkwmt p ākstān āslām ābād ،1997، ṣ110

[17] وزارت مذہبی امور، مقالات سیرت خواتین کے حقوق فرائض، حکومت پاکستان اسلام آباد، ۲۰۰۱، ص ۹۲

Wzārt mḏhby āmwr ،mqālāt syrt ẖwātyn ky ḥqwq frāyḍ ،ḥkwmt pākstān āslām ābād ، 2001، ṣ92.

[18] ایضاً، ص:۹۳

Ibid, p:93.

ماں کی کفالت

عورت وہ ماں ہے جو حجاج بن یوسف سے برسرپیکار رہنے کے لئے عبداللہ بن زبیر کو استقامت کا ولولہ انگیز درس دیتی ہے۔ یوں تو اسلام نے عورت کو ہر رشتے ہی میں عزت واہمیت دی ہے لیکن ماں کے رتبے اور مقام کو وہ تمکین و تکریم دی کہ پوری امت مسلمہ اس پر نازاں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

الجنة تحت اقدام الامهات[19] جنت ماوں کے قدموں تلے ہے۔

جنت جو خدا کی جانب سے سب سے بڑی جزا ہے اسے ماں کی خدمت میں پنہاں رکھ کر اسلام نے ماں کو رفعتوں سے ہمکنار کر دیا ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک ادب واحترام اور اوامر میں ان کی فرمانبرداری کی تاکید کے لئے قرآن و سنت میں بے مثال احکامات دیئے گئے ہیں سورۃ البقرۃ سورۃ النساء۔ انعام۔ بنی اسرائیل العنکبوت، احقاف میں یہ احکامات مختلف اسالیب میں ملتے ہیں۔ متعدد مقامات پر اللہ کے حق کے فوراً بعد والدین کے حق کا ذکر ہے۔ ماں کا حق باپ کے حق پر فائق ہے۔ حدیث سے اس فوقیت کو واضح کر دیا گیا کہ حسن سلوک کا یہ حق باپ کے مقابلے میں ماں کا کم سے کم تین گنا ہے اور اللہ اور رسول ﷺ کے بعد سب سے زیادہ احترام و تکریم کی مستحق ماں ہے۔ آپ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! سب سے زیادہ میرے حسن سلوک کا کون مستحق ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "تیری ماں" "دوسری بار پوچھا تو فرمایا: "تیری ماں" "تیسری بار پوچھا تو فرمایا: "تیری ماں"

چوتھی بار پوچھا تو فرمایا: "تیرا باپ" "ماں چونکہ زیادہ مشقت اٹھاتی ہے اس لئے حضور نے اس کو سہ گناہ مرتبہ عطا فرمایا: ماں کی اولاد سے محبت ایک فطری تقاضہ ہے قدرت نے اسے فطرت سلیمہ سے نوازہ اور اس کی محبت میں اللہ تعالیٰ کا نور نظر آتا ہے۔ قرآن میں حکم ہے کہ اگر والدین بوڑھے ہو جائیں تو انھیں "اف" تک نہ کہو۔

امہات المومنین اور فاطمہ الزہراؓ کی حیات طیبہ دنیا کی تمام مسلمان ماوں کے لئے ایسا مینارہ نور ہے جو ہمیشہ صراط مستقیم کی طرف ہماری رہبری و رہنمائی کرتا رہے گا گھر معاشرے کی اکائی ہے ماں کا بنیادی فرض بھی یہ ہوتا ہے کہ وہ گھریلو ماحول خوشگوار بنائے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے بے شمار مواقعوں پر ماں کی فضیلت، اہمیت کا احساس

---

[19] وزارت مذہبی امور، مقالات سیرت اسلامی معاشرہ میں ماں کا کردار، حکومت پاکستان اسلام آباد، ۱۹۹۷

Wzārt mḏhby āmwr ،mqālāt syrt āslāmy mʿāšrh myn mān kā krdār ،ḥkwmt pākstān āslām ābād ،1997

مسلمانوں کو دلایا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی والدہ جو مشرکہ تھی صلح حدیبیہ کے بعد ان سے ملنے آئی تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ کچھ خواہش رکھتی ہے کیا میں اس کی مدد کروں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں اس کی مدد کرو ماں بیٹیوں کے لئے عزت و ناموس کی چادر ہے۔ اپنی بیٹیوں کے لئے ڈھال ہے باعث رحمت ہے۔

بہن کی کفالت

رسول پاک ﷺ کے احکام کے نتیجہ میں اسلامی معاشرے میں جو مقام بیٹی اور بہن کو نصیب ہوا۔ اس کا اندازہ آپ ﷺ کے ارشاد سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ انہیں جگر کا ٹکڑا فرماتے جب فاطمہؓ آپ ﷺ سے ملنے آتیں تو ان کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے ان کے لئے اپنی عبا اور کبھی چادر بچھا دیتے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی رضاعی بہن حلیمہ سعدیہ کی بیٹی آپ ﷺ سے ملنے آئیں آپ ﷺ نے ان کا اتنا احترام کیا کہ ان کے لئے اپنی چادر بچھادی اور جب وہ واپس جانے لگیں تو ان کو بہت سے تحائف دے کر رخصت کیا۔ عورت وہ بہن ہے جو اپنے الفاظ کے سحر سے عمر بن خطابؓ کو فاروق اعظمؓ بنا دیتی ہے۔ ایمان لانے کے بعد حضرت عمرؓ اپنی بہن کے جذبہ صادر کو سراہتے رہے۔

ایقنت ان الذی تدعوہ خالصتھا فکاد تسقنی من عبرۃ ورد

میں نے یقین کر لیا کہ ذات جس کو وہ پکار رہی ہے وہی اس کا خالق ہے پس وہ مجھ سے سبقت لے گئی موتیوں کے آنسو سے۔[20]

باپ کے بعد اگر بڑا بھائی ہے تو بہنوں کی کفالت اس کے حصے میں آتی ہے تو اسے بھی جنت کی بشارت دی ہے۔ ایک صحابی کے نو (۹) بہنیں تھیں انہوں نے ایک بوڑھی عورت سے نکاح کیا تاکہ میری بہنوں کو ماں تو نہیں لیکن شفقت مل جائے گی آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ تین خالاوں یا پھپھیوں کی کفالت بھی آجائے تو اسے بھی جنت کی بشارت دی ہے۔ فاطمہ جناحؒ جو اپنے بھائی کی کفالت میں تھیں انھوں نے اپنے بھائی قائداعظم کے شانہ بشانہ کام کر کے ثابت کر دیا کہ عورت بہن ہونے کے ناطے کس طرح اپنی صلاحیت کو بروئے کار لاسکتی ہے اور بے شک

---

[20] وزارت مذہبی امور، مقالات سیرت خواتین کے حقوق فرائض، حکومت پاکستان اسلام آباد، ۲۰۰۱، ص ۲۵۳
Wzārt mḏhby āmwr ،mqālāt syrt ẖwātyn ky ḥqwq frāyḍ ،ḥKwmt Pākstān āslām ābād،2001، ṣ253

مادر ملت کی مدد اور تعاون نے قائداعظم کو اپنے مشن میں کامیاب کرایا محترمہ فاطمہ جناح کے بارے میں قائداعظم فرماتے ہیں "اگر فاطمہ نہ ہوتیں تو میں پاکستان کی جنگ اتنی آسانی سے نہ جیت سکتا"۔

بیوی کی کفالت

عورت وہ شریک حیات ہے جس نے سرکار دو عالم ﷺ کی تصدیق کرکے پہلی مسلم خاتون ہونے کا شرف حاصل کیا۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الرجال قوامون علی النساء ---------للغیب بما حفظ اللہ۔[21]

اس آیت مبارکہ میں خاص طور پر تشریح طلب الفاظ درج ذیل ہیں: "قوام "کسی امر کا ذمہ دار سرپرست اور منتظم کے معنی میں آتے ہیں یعنی عورتوں کی ذمہ داری اٹھانے والے نگہبان اور حفاظت کرنے والے اور ان کی اصلاح درستگی کے ذمہ دار ہوتے ہیں فطرت قوت اور صلاحیت کے اعتبار سے یہ قوامیت اللہ تعالیٰ نے مرد کو عطا کی ہے اقوام کے یہ معنی ہیں کہ مرد آقا ہو گیا اور بیوی غلام بلکہ اسلام نے جو امیر کا تصور پیش کیا وہ آنحضرت ﷺ کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔(سید القوم خادمھم)[22]

یعنی حتمی فیصلہ اگرچہ امیر ہی کا چلے گا لیکن یہ لوگوں کو خدمت کے لئے ہو گا راحت کے لئے ہو گا اور امیر کے پیش نظر ان کی فلاح و بہبود و بھلائی ہو گی چنانچہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کی دلجوئی کا خیال رکھتے ہیں ان سے ہنسی مذاق بھی فرماتے ان کو قصے سناتے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے تحفظ کے لئے نکاح کے وقت مہر مقرر کیا جو اس کا شرعی حق ہے۔ تاکہ وہ معاشی طور پر مستحکم رہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"عورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو"

آیت مبارکہ کے ترجمہ سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے مہر بطور فرض ادا کرو البتہ مہر کی قرار داد ہو جانے کے بعد آپس کی رضامندی سے تمھارے درمیان اگر کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسلامی شریعت معاشرتی نظام خاندان کے تحت میاں بیوی کو حقوق زوجیت ادا کرنے کا حکم دیتی ہے۔ زندگی کے بہت

---

[21] النساء:۳۴

Āl nsāʾ ، 34

[22] کنز العمال، حدیث نمبر ۸۵۱۷

Knzālʿmāl ،ḥdyṯ nmbr 8517

سے تشنہ پہلوؤں کی تکمیل عورت کے تعاون کے بغیر ناممکن ہے اور اسی طرح عورت کی زندگی کے بہت سے تشنہ پہلو مرد کی معاونت کے بغیر ادھورے رہ جاتے ہیں غرض یہ کہ دونوں کی زندگیاں کسی صورت میں بھی ایک دوسرے کے بغیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتیں۔ قرآن کریم کی سورۃ القصص آیت نمبر ۲۷ تا ۲۸ کا ترجمہ۔ آیت مندرجہ بالا سے صاف عیاں ہے کہ عقد نکاح کا بدل مرد کی طرف سے فراہم کرنا ایک قدیم تاریخی اور پختہ روایت ہے قرآن حکیم نے بھی "مہر" کی ادائیگی مرد کے ذمہ لازم وواجب کر رکھی ہے۔ مردوں اور عورتوں کی مالی حیثیتیں متضادت ہو سکتی ہیں اور کئی مرتبہ دیکھا گیا ہے کہ عورت مرد کے مقابلے میں بہت زیادہ مال دار ہے اس کے باوجود مہر کی ادائیگی مرد کے ذمہ ہی لازم ہے یہ ایک بہت ہی اہم نکتہ ہے طے کرنے کے بعد اب اس عورت کی مرضی اور اختیار پر منحصر ہے چاہے آدھا چھوڑ دے یا پورا۔ لذوم مہر کا عالم یہ ہے کہ اگر کوئی عورت خود کو ہبہ کرنا چاہے تو مومنین کو بلا مہر ان سے نکاح کی اجازت نہیں دی گئی۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس کہہ کر قرآن پاک نے دونوں کو ایک دوسرے کے لئے ناگزیر بنایا ہے۔

سورۃ النور میں یہ واضع کر دیا گیا کہ مرد اگر شادی کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتا تو اس وقت تک انتظار کرے جب تک وہ اس قابل نہیں ہو جاتا قوام کے معنی میں یہ آتا ہے پیغمبر اسلام ﷺ نے اس حکم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضرت فاطمہؓ کی شادی کا خرچہ پورا کرنے کے سلسلے میں حضرت علیؓ کو اپنی زرہ بکتر فروخت کرنے کے لئے کہا جو انہوں نے فروخت کر کے شادی کے اخراجات پورے کئے جہیز کی رسم مسلمانوں میں ہندوؤں سے آئی ہے اس دوڑ میں ہر کوئی آگے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔

مہر کے سلسلے میں اسلام عورت کو آزادی اظہار رائے کا اختیار دیتا ہے وہ اپنا مہر خود طے کر سکتی ہے اس کو کم کرنے کے لئے کوئی دباؤ ڈال نہیں سکتا اور نہ ہی اس کا مہر سسرال والے ساس یا شوہر یا لڑکی کے والدین کسی کو اس کا اختیار نہیں کہ وہ مہر کی رقم وصول کریں یا اسے خرچ کریں وہ خالصتاً صرف لڑکی کی ملکیت ہے وہ جہاں چاہئے اسے خرچ کرے ہاں البتہ غلط استعمال یا غلط جگہ خرچ کر رہی ہو تو اسے نصیحت کی جا سکتی ہے۔ غلط کام سے روکا جا سکتا ہے۔

خواتین کی کفالت کے ذمہ داراں

اسلام تمام تر معاشی ذمہ داریاں مرد کو سونپتا ہے۔ شادی سے پہلے یہ اس کے باپ یا بھائیوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی تمام ضروریات اپنی استطاعت کی حد تک پوری کرے۔ یعنی ایک عورت کو بیٹی اور بہن کے روپ میں اگر وہ کنواری ہے تو والدین پر اس کی پرورش کھانا کھلانے پیلانے اور زندگی گزارنے کی تمام تر ذمہ داری والدین بھائیوں پر یعنی گھر کے مرد پر ہے۔ اور عورت شادی شدہ ہے تو پھر تمام تر ذمہ داری اس کے مرد یعنی شوہر پر عائد

ہوتی ہے۔ اگر عورت کمانے والی ہو (یعنی سروس) کر رہی ہو تب بھی مرد اس کی تنخواہ لینے کا حق دار نہیں ہاں وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کو اپنے گھر اور بچوں پر خرچ کر سکتی ہے۔ یہ اس کا احسان ہو گا اس پر دباو نہیں ڈالا جا سکتا یہ اجر و ثواب کی مستحق ہو گی۔ زمانہ ماضی میں عورتیں اپنے شوہروں اور والدین کے ساتھ چارہ خشک کرنے اور جانوروں کو کھیتوں میں چرانے کے کاموں میں مشغول رہتی تھیں آج اسی طرح اپنے مردوں کے ساتھ برابر کی شریک سفر بنی ہوئی ہیں۔ دباغت کا کام نبی کریم ﷺ کی بیوی حضرت سودہؓ جانتی تھیں۔ حضرت عبداللہ مسعودؓ کی بیوی ایک ماہر کاریگر تھیں اور اس فن کی وجہ سے روپیہ کماتیں اور گھر میں خرچ کرتیں تو حضور ﷺ نے فرمایا اس فعل پر بھی اس کو جزا ملے گی خوشخبری سنائی۔

حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ربما امراۃ سالت زوجھا طلاقا غیر ماباس فحرام علیھا رائحۃ الجنۃ ۔[23]

ترجمہ: جو عورت بھی اپنے خاوند سے بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرکے گی اس پر جنت کو بو بھی حرام ہو گی۔

طلاق یافتہ کیلئے قرآن کریم میں کچھ پابندیاں رکھیں ہیں جو مرد پر لازم ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم۔[24]

ترجمہ: تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں ان (طلاق والی) عورتوں کو رکھو۔

یہ دراصل ان بیویوں کا تذکرہ ہے جن کے شوہر طلاق دے کر فارغ کرنا چاہتے ہوں تو دوران عدت ان کا نفقہ سکنی لباس پوشاک سب شوہر کے ذمہ ہے۔

خواتین کا حق ملکیت

اسلام نے خواتین کو وراثت میں حصہ دلوایا۔ یعنی عورت کو حق مال ملے۔ تجارت سے، تحفہ یا وراثت کے ذریعے مال ملتا ہے تو یہ اسکی حقیقی مالک ہے اس پر بھی کوئی لینے کا دباو نہیں ڈالا جا سکتا۔ زیورات اور بناو سنگھار ہمیشہ سے خواتین کا محبوب مشغلہ رہا ہے اور اس دور کی خواتین بھی اس کی اسیر تھیں لیکن جب حضرت ام سلمیٰؓ نے جڑاو ہار پہن

---

[23] مقالات سیرت، ۲۰۰۱

Mqālāt syrt ،2001

[24] الطلاق:٦

Āl ṭlāq:6

کر حضور ﷺ کے سامنے آئیں تو ان کی ایک زر دیدہ نگاہ ان پر یہ اثر کر گئی کہ فوراً اتار کر خیرات کر دیا اور آپ کے چہرے کی اطمینان بخش مسکراہٹ جب تک نظر نہیں آگئی آپ ان کے سامنے تشریف نہ لائیں۔

اسماء بنت ابی بکر کے ہاتھوں میں سونے کے لنگن دیکھ کر جب آپ ﷺ نے زکوۃ ادا کرنے کے لئے فرمایا تو انہوں نے ان کو اصحاب صفہ کی کفالت کے لئے دے دیا اور چاندی کے کنگن پہنے۔ اس طرح ان کی تقلید نے خواتین کو غمازے اور سونے کے استعمال سے بے نیاز کر دیا اور چاندی کے زیورات و مہندی کا کثرت سے استعمال ہونے لگا۔

آپ ﷺ کی سیرت کی روشنی کے طفیل خواتین کو موت کے بدلے زیست عطا ہوئی۔ فرش سے اٹھا کر عرش بریں پر رکھ دیا گیا اور اس کے قدموں تلے جنت قرار دے دی گئی وہاں خواتین اسلام کی ذمہ داریاں بھی ہیں سب سے پہلے حقوق و فرائض کی ادائیگی کیلئے خواتین کا صحت مند خصوصیات کا حامل ہونا ضروری ہے خود عامل با عمل ہونا، علم کا حاصل کرنا، دین دار ہونا، نماز اور ارکان اسلام کا پابند ہونا ضروری ہے۔

بچے کی تربیت ایسی کرے کہ اس کو مضبوط کردار کا انسان بنانے کے لئے علم و عمل دونوں کی طرف توجہ دے کیونکہ روح انسانی کی بالیدگی اور نشو و نما کے لئے ماں کی آغوش ہی سب سے اچھی تربیت گاہ ہے اور آغوش فاطمہؓ ہی جوہر حسینیؑ کو اجاگر کر سکتی ہے۔

حضرت اسماعیلؑ کی والدہ نے اپنے فرزند کی پرورش میں جو مشقت برداشت کی مکہ کی ویران وادی میں رضائے الہیٰ کے حکم کی تعمیل کی تو بارگاہ الہیٰ میں دعا مقبول ہوئی اور آپ کا فریضہ رہتی دنیا کے لئے حج و عمرہ کے واجبات میں تبدیل ہو گیا۔

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ اپنی ماں سے فرماتے ہیں اللہ کا مجھ پر کتنا فضل ہے میں نے جب سے ہوش سنبھالہ ہے میری تہجد کی نماز کبھی قضا نہیں ہوئی تو ماں فرماتی ہیں کہ بیٹا جب سے تمھاری آمد کا دنیا میں سلسلہ ہوا میں کبھی بغیر وضو نہیں رہی اور ہمیشہ ہی باوضو دودھ پلایا یہ ہے ایک دین دار خاتون کا اپنے فرائض پر عمل کرنا کہ بابا فرید کی زندگی ایک آئینہ تھی جس میں ماں کا عکس تھا۔

حضرت امام شافعی اپنی والدہ کی زیر نگرانی پرورش پاتے ہیں۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے مذہب اور اخلاق کا درس اپنی والدہ سے حاصل کیا۔ امام غزالیؒ یتیم ہو گئے تھے۔ ان کی والدہ نے اپنی تہذیب و انسانیت سکھائی۔

تاریخ نے اس حقیقت کو بھی رقم کیا کہ عورت نے جب بھی اپنے فرائض سے غفلت کی اور اپنی ذمہ داریوں سے پہلو بچایا تو نئی نسل گمراہ ہو گئی۔ حضرت نوحؑ کے بیٹے کے کافر ہونے پر دنیا حیرت کرتی ہے کہ نبی تو دنیا کو

کلمہ حق سے روشناس کراتا ہے اور نسل انسانی کی ہدایت کا مقدس فریضہ انجام دیتا ہے اس کا بیٹا ہدایت کے اس نور سے کیوں محروم رہا حیرت کا اظہار کرنے والے اس حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں اس میں ماں یعنی حضرت نوحؑ کی بیوی کافرہ تھی اور ماں کے کردار نے اپنا اثر دکھایا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ جب عورت اپنے فرائض کو بھول جاتی ہے تو نبی نوح انسان کو بھیانک نتائج کا سامان کرنا پڑتا ہے۔[25]

عہد صحابہ میں خواتین کی کفالت

عہد صحابہ میں خواتین کی کفالت کے ساتھ ساتھ خواتین کو قانونی مسائل پر بحث گفتگو اظہار رائے سب کچھ اختیار تھا بسا اوقات خود خلفاء ان سے رائے لیتے اور اس رائے کا لحاظ کرتے تھے۔[26]

حضرت عمرؓ کے دورہ خلافت میں نوزائیدہ بچوں کے لئے عطیہ و کفالت کا حصہ مقرر کیا گیا ہر پیدا ہونے والے بچہ / بچی پر سو درہم مقرر کرتے بڑا ہونے پر دو سو درہم کئے جاتے۔ انھوں نے نسائے مہاجرات (ہجرت کرنے والی عورتوں) کا بھی حصہ مقرر کیا۔ صفیہ بنت عبد المطلب کے لئے چھ ہزار درہم اسماء بنت عمیس کے لئے ایک ہزار درہم، ام کلثوم بنت عقبہ کے لئے ایک ہزار درہم اور عبد اللہ بن مسعودؓ کی والدہ کے لئے ایک ہزار درہم مقرر کئے اور یہ بھی روایت ہے کہ نسائے مہاجرات کے لئے تین ہزار درہم مقرر کئے۔ عمرؓ کے حکم سے اہل عوالی (بیرون مدینے کے باشندوں) کی فہرست مرتب کی گئی انھوں نے ان کی خوراک جاری کر دی۔ عثمانؓ ہوئے تو خوراک کے علاوہ پوشاک بھی عطا فرمائی۔[27] آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بیوہ اور مسکین کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔[28]

---

[25] وزارت مذہبی امور، مقالات سیرت خواتین کے حقوق فرائض، حکومت پاکستان اسلام آباد، ۲۰۰۱، ص ۳۸۷

Wzārt mḏhby āmwr ،mqālāt syrt ẖwātyn ky ḥqwq frāyḍ ،ḥkwmt ākstān āslām ābād ، 2001 ، ṣ 387

[26] مودودی، سید ابو الاعلیٰ، معاشیات اسلام، ادارہ معارف اسلامی کراچی، ۲۰۰۵، ص ۵۲۹

Mwlānā syd ābwāʿlā mwdwdy ،mʿāšyāt āslām ،ādārh mʿārf āslāmy krāḏčy ،2005 ،ṣ529

[27] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری، سیرت خلفائے راشدینؓ صحابہ کرامؓ، مہاجرین و انصار، طبقات ابن سعد، دارالاشاعت اردو بازار، کراچی، ص ۹۶

lāmh ābw ʿbdāllh mḥmd bn sʿd ālbṣry ،syrt ẖlfāyrāšdyn ṣḥābh krām ،mhāğryn w ānṣār ، ṭbqāt ābn sʿd ،dārālāšāʿt ārdw bāzār،krāğy،ṣ 96

[28] چودھری رحمت علی، کتاب خلافت، اسلامک پبلیکشنز، لاہور، ص ۱۲۸

Chuḏwdhry rḥmt ʿly،ktāb ẖlāft ،āslāmk ḏblkyšnz lāwr ،ṣ 128

اختتامیہ

اسلام نے عورت کے لئے حقوق و فرائض کا جو ضابطہ پیش کیا اسی کو اپنا کر عورت سعادت دنیا اور سعادت آخرت کو حاصل کر سکتی ہے وہی کامیابی اور فلاح کا راستہ ہے عورت کو سوچنا ہے کہ مغرب کی چکا چوند سے صرف خسارہ کا سودا ہے اور مغرب کی تقلید میں عورت نہ گھر کی رہی نہ گھاٹ کی۔ خواتین کو اپنے ملک میں پہلی میڈیا کی بے حیائی کے خلاف آواز اٹھانا ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

ہم بلاشبہ خوش نصیب ہیں کہ ہمارے پاس اسلامی تعلیمات کی شکل میں کئی ایسی خصوصیات موجود ہیں جن سے مغرب اور ترقی یافتہ اقوام یکسر محروم نہیں بحث کثیر کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کی عبادت کے بعد عورت کا اہم فریضہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت اور دوسروں کو اپنے کردار سے نیکی کی ترغیب دلانا ہے۔